تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طلباء از **2024**

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات



مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الاولٰی: علم الکلام | مجموع الارقام ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں؟

سوال نمبر۱:۔ و المحدث للعالم هو الله تعالیٰ ای الذات الواجب الوجود الذی یکون وجوده ذاته ولا یحتاج الی شیئ اصلا اذلو کان جائز الوجود لکان من جملة العالم فلم یصلح محدثا للعالم و مبدأ له مع ان العالم اسم لجمیع ما یصلح علما علی وجود له و قریب من هذا ما یقال ان مبدا الممکنات باسرها لا بدان یکون و اجبا اذلو کان ممکنا لکان من جملة الممکنات فلم یکن مبدالها ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم فقہ، اصول فقہ اور علم الکلام کی تعریفات تحریر کریں نیز علم کلام کی ضرورت قلمبند کریں؟

سوال نمبر۲:۔ (الف) معتزلہ کون ہیں؟ ان کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات بھی لکھیں نیز امام اشعری نے اعتزال کیسے چھوڑا؟ تحریر کریں؟

(ب) سوفسطائیہ کون ہیں؟ نیز ان کے گروہوں اور ان کے عقائد کو واضح کریں؟

سوال نمبر۳:۔ الله تعالیٰ خالق لافعال العباد۔

(الف) مسئلہ مذکورہ میں اہل حق ومعتزلہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں؟

(ب) ایمان واسلام متحد ہیں یا متفرق؟ دلائل سے واضح کریں؟

سوال نمبر4:۔ (الف) کرامات اولیاء پر جامع مضمون سپردِ قلم کریں؟

(ب) خلافت راشدہ پر جامع مفصل نوٹ زینتِ قرطاس کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الاولیٰ: علم الکلام

سوال نمبر ا:-

وَالْمُحْدِثُ لِلْعَالَمِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَی الذَّاتُ الْوَاجِبُ الْوُجُوْدُ الَّذِیْ يَكُوْنُ وَجُوْدُهٗ مِنْ ذَاتِهٖ وَلَا يَحتَاجُ اِلٰى شَیْءٍ اَصْلًا اِذْلَو كَانَ جَائِزَ الْوُجُوْدِ لَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْعَالَمِ فَلَمْ يَصْلَحْ مُحْدِثًا لِلْعَالَمِ وَ مُبْدَأً لَهٗ مَعَ اَنَّ الْعَالَمَ اِسْمٌ لِجَمِيْعِ مَا يَصْلَحُ عَلَمًا عَلٰى وُجُوْدِ لَهٗ وَ قَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا مَا يُقَالُ اِنَّ مَبْدَأَ الْمُمْكِنَاتِ بِاَسْرِهَا لَا بُدَّ اَنْ يَكُوْنَ وَاجِبًا اِذْلَو كَانَ مُمْكِنًا لَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُمْكِنَاتِ فَلَمْ يَكُنْ مَبْدَأً لَهَا..

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم فقہ، اصول فقہ اور علم الکلام کی تعریفات تحریر کریں نیز علم کلام کی ضرورت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: عالم کو پیدا کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یعنی وہ ذات جو واجب الوجود ہے اور اس کا وجود ذاتی ہے، قطعاً کسی شئی کا محتاج نہیں، اس لیے کہ اگر وہ جائز الوجود ہوتا تو ضرور وہ جملہ عالم سے ہوتا۔ پس وہ محدث للعالم کی صلاحیت نہ رکھتا اور عالم کا مبداء نہ ہوتا۔ حالانکہ عالم اسم جمیع ان چیزوں کا جو اس کے وجود پر علم (علامت) بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی کے قریب قریب وہ بات جو کہی گئی کہ تمام ممکنات کا مبداء ضروری ہے کہ واجب ہو اس لیے کہ اگر ممکن ہو، تو جملہ ممکنات سے ہوگا (جب ایسے ہے) تو وہ ان ممکنات کا مبداء نہیں ہوگا۔ (حالانکہ ایسا نہیں ہے)۔

(ب) تعریفات:

علم فقہ: اگر احکام عملیہ کی معرفت اس کے ادلۃ تفصیلیہ سے حاصل ہو، تو اسے علم فقہ کہتے ہیں۔

اصول فقہ: اگر فقہ کا وہ علم ادلۃ کے ان احوال کی اجمالی معرفت عطا کرے، جو مفید احکام ہیں، تو اسے اصول فقہ کہتے ہیں۔

علم الکلام: وہ احکام جن کا تعلق اعتقاد سے ہو، ان احکام کا علم علم الکلام کہلاتا ہے۔

علم الکلام کی ضرورت: اوائل امت یعنی صحابہ کرام اور تابعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہونے کی وجہ سے ان کے عقائد صحیح تھے، لیکن جب فتنے اٹھے اور آئمہ دین پر بغاوت شروع ہوگئی اور آراء

مختلف ہوگئیں، فتاویٰ کثیر ہوگئے اور اپنے نفس کی پیروی ہونے لگی اور ہر بات میں علماء کی طرف رجوع ہونے لگا، تو علماء کرام نے اس علم کی طرف اپنی توجہ مبذول کی تاکہ مذاہب واختلافات کو واضح کر سکیں۔

سوال نمبر۲:- (الف) معتزلہ کون ہیں؟ ان کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات بھی لکھیں نیز امام اشعری نے اعتزال کیسے چھوڑا؟ تحریر کریں؟

(ب) سوفسطائیہ کون ہیں؟ نیز ان کے گروہوں اور ان کے عقائد کو واضح کریں؟

جوابات: (الف) معتزلہ: یہ وہ فرقہ ہے جو قرآن وسنت کے وارد شدہ عقائد میں جن پر صحابہ کرام کی ایک جماعت کا اعتقادی عمل تھا، اس میں اختلاف کرتا ہے اور یہ حضرت امام حسن بصری سے الگ ہوگیا۔

معتزلہ کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات: معتزلہ کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات درج ذیل ہیں:

ان کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے اور نہ کافر۔

ان کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق اپنے افعال کی خود خالق ہوتی ہے، افعال کے ساتھ اللہ کی تخلیق کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ آخرت میں دیدار الٰہی نہ ہوگا، اور یہ اللہ کی صفات ازلیہ کے منکر ہیں۔

یہ شفاعت کے منکر ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بعض کام مشیت الٰہی کے بغیر بھی صادر ہوجاتے ہیں۔

امام اشعری نے اعتزال کو چھوڑا؟: شیخ ابوالحسن نے اپنے استاد ابوعلی جبائی سے تین بھائیوں کے حوالے سے سوال کیا، جن میں سے ایک مطیع، دوسرا عاصی اور تیسرا بچپن میں فوت ہوا؟ تو ابوعلی جبائی نے جواب میں کہا: پہلے کو جنت میں ثواب دیا جائے گا، دوسرے کو عذاب دیا جائے گا، اور تیسرے کو نہ ثواب دیا جائے گا، نہ عذاب دیا جائے گا۔ تو ابوالحسن اشعری نے کہا: اگر تیسرا یوں کہے: اے اللہ! تو نے مجھے بڑا ہونے کی حالت میں کیوں نہ مارا، تاکہ میں تجھ پر ایمان لاتا اور تو مجھے جنت عطا کرتا؟ تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ تو ابوعلی جبائی نے کہا: رب تعالیٰ فرمائے گا: میں جانتا تھا، اگر تو بڑا ہوتا، تو ضرور میری نافرمانی کرتا اور دوزخ میں داخل ہوتا، تو تیرے لیے یہی بہتر تھا کہ تو بچپن میں مرجائے۔ تو ابوالحسن اشعری نے فرمایا: اگر دوسرا کہے: اے اللہ! تو نے مجھے چھوٹی عمر میں کیوں نہ مارا، تاکہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور دوزخ میں داخل نہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ اس بات پر ابوعلی جبائی کے ہوش اڑ گئے اور وہ لاجواب ہوگیا۔ تو ابوالحسن اشعری نے ان کے مذہب کو ترک کردیا اور ان کے رد میں مشغول ہوگئے، تو ان کے گروہ کو "اہل سنت وجماعت" کا نام دیا گیا۔

(ب) سوفسطائیہ: یہ فلاسفہ کا ایک احمق ٹولہ ہے جو حقائق کا انکار کرتا ہے۔

سوفسطائیہ کے گروہ اور ان کے عقائد: سوفسطائیہ کے تین گروہ ہیں ان کے نام اور عقائد درج ذ
ہیں:

۱۔ عنادیہ کا عقیدہ: یہ حقائق الاشیاء کا انکار کرتے ہیں اور ان حقائق کو اوہام اور خیالات باطلہ گما
کرتے ہیں۔

۲۔ عندیہ کا عقیدہ: یہ حقائق کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد کے تا
ہیں۔ اگر ہم کسی چیز کے جوہر ہونے کا اعتقاد کریں گے تو وہ جوہر ہوگا یا عرض کا ہونے کا اعتقاد کریں گے
وہ عرض ہوگا۔

۳۔ لاادریہ کا عقیدہ: یہ ثبوت وعدم ثبوت شئی کے علم کا انکار کرتے ہیں شئی کے ثبوت وعدم ثبوت میر
شک کرتے ہیں اور اپنے اس شک میں بھی شک کرتے ہیں۔

سوال نمبر۳:۔

الله تعالى خالق لافعال العباد .

(الف) مسئلہ مذکورہ میں اہل حق ومعتزلہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں؟

(ب) ایمان واسلام متحد ہیں یا متفرق؟ دلائل سے واضح کریں؟

جوابات: (الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت اور معتزلہ کے مذاہب: اعمال انسانی کی دو
اقسام ہیں:

۱۔ افعال اضطراریہ: وہ افعال جو انسانی ارادہ کی بغیر انسان سے صادر ہوتے ہیں' یہ بالاتفاق مخلوق
ہیں' ان کے صدور کا انسانی بساط وطاقت سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسے مرتعش کی حرکت

۲۔ افعال اختیاریہ: وہ ہیں جن کو انسان اپنے اختیار سے کرسکتا ہے جیسے ایمان وکفر وغیرہ اس قسم کے
افعال کے صدور میں اختلاف ہے۔

(i) اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام افعال کا خالق ہے' خواہ افعال خیر ہوں
یا شر ہوں۔ انسان ان سب کا کرنے والا ہے اور اس کے کسب سے یہ صادر ہوتے ہیں۔

(ii) معتزلہ کا نظریہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

(ب) ایمان واسلام کا متحد یا متفرق ہونا: ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں' ہر مومن مسلمان ہوتا ہے اور
ہر مسلمان مومن ہے۔ اس لیے اسلام خضوع اور انقیاد ہے یعنی احکام کو قبول کرنے اور ان پر اذعان رکھنے
کے معنی میں ہے۔ یہی قبول واذعان ہی حقیقت تصدیق ہے اور تصدیق ایمان ہے۔ اس بات کی تائید
قرآن پاک سے بھی ہوتی ہے۔

جیسے فرمان الٰہی ہے: فاخرجنا من كان فيها من المومنين فما و جدنا فيها غير بيت من المسلمين

شرعاً بھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کسی کو مومن تو کہا جائی مگر اس کو مسلمان تسلیم نہ کیا جائے یا اس کے برعکس ہو۔ ہماری مراد یہ ہے کہ ایک کا سلب دوسرے سے نہیں ہوسکتا جبکہ مفہوم کے اعتبار سے ان میں ترادف نہیں ہے بلکہ مساوات ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی تصدیق ہے اور اسلام انکساری وتابعداری ہے۔ یہ انکساری وتابعداری ایمان قبول کرنے سے ہی متحقق ہوتی ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایک دوسرے سے منفک نہیں، تو ثابت ہوا کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔

سوال نمبر۴: - (الف) کرامات اولیاء پر جامع مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) خلافت راشدہ پر جامع مفصل نوٹ زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) کرامات اولیاء: کرامت وہ امر ہے جو عادت کے خلاف ہو اور کسی ولی سے صادر ہو۔

کرامات اولیاء میں معتزلہ کا اختلاف ہے وہ کرامات کو نہیں مانتے' ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر ولی سے کرامت کو مان لیا جائے تو اس کا معجزہ کے ساتھ اشتباہ پیدا ہو جائے گا اور اس طرح ولی و نبی میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔

معتزلہ کی اس بات کے متعدد جوابات ہیں: سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں کثرت سے کرامت کا بیان موجود ہے مثلاً حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسمی پھلوں کا پایا جانا' آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے کے وقت میں تخت بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کرنا وغیرہ۔

اسی طرح صحابہ کرام اور دیگر اولیاء سے بھی تواتر کے ساتھ کرامات ثابت ہیں مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہاوند میں حضرت ساریہ کو پکارنا' اپ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہونا اور حضرت خالد بن ولید کا زہر نوش کرنا وغیرہ۔

(ب) خلافت راشدہ پر مضمون: جس ترتیب پر خلفاء اربعہ نے خلافت کی یہی اللہ کا فیصلہ تھا اور اسی پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امام بنا کر آپ کی خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا اگر چہ اس میں صراحت نہ تھی۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں جب انصار و مہاجرین جھگڑ رہے تھے تو حضرات شیخین اس کو دور کرنے کے لیے گئے' تو حالات ایسے بن گئے کہ تمام حاضرین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر متفق ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں

عدم مشاورت کی شکایت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہی کہا کہ ہم اس ارادہ سے نہ گئے تھے' مگر حالات کے پیش نظر بیعت قبول کرنے میں تاخیر کرنا مناسب نہ تھا۔ چنانچہ حضرت علی نے آپ کا عذر قبول کرلیا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علی الاعلان آپ کی بیعت فرمائی۔ آپ نے دو سال چار ماہ عہدہ خلافت سنبھالا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل ایک کاغذ میں خلیفہ کا نام لکھا اور سر بمہر کردیا اور تمام صحابہ بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس شخص کے لیے بیعت لی' جس کا نام کاغذ پر لکھا تھا۔ یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ آپ نے دس سال' چھ ماہ اور چار دن عہدہ خلافت سنبھالا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل چھ نام منتخب کیے اور کہا کہ ان میں سے کسی پر اتفاق کرنے کے بعد خلیفہ منتخب کیا جائے' وہ نام یہ تھے: حضرت عثمان غنی' حضرت علی' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت طلحہ بن عبیداللہ' حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

پانچ اصحاب نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ جو فیصلہ فرمائیں گے ہم اس پر راضی ہوں گے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کے حق میں فیصلہ دے دیا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت سب نے قبول کرلیا۔ اس طرح آپ کی خلافت پر بھی اجماع ہوا۔ آپ نے بارہ دن کم بارہ سال خلافت کا منصب سنبھالا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی خلافت کے اہل نہ تھا۔ تمام صحابہ نے آپ کی بیعت کی اور اس طرح آپ کی خلافت پر بھی اجماع ہوگیا۔ آپ دو ماہ کم پانچ سال اس منصب پر فائز رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت رہی اور یوں خلافت کا تیس سالہ عرصہ پورا ہوگیا۔

اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی کہ "میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی اس کے بعد بادشاہت ہوگی"۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشہادۃ العالمیہ (ایم-اے عربی واسلامیات-سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الثانية:علم الفرائض	مجموع الأرقام
ثلاث ساعات		۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبرا:۔ قال علماؤنا تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة الاول يبدا بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله .

(الف) عبارت پراعراب لگاکر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) قرآن، سنت واجماع امت کے حوالے سے ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟

(ج) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۲:۔ (الف) "من يرد عليهم" اور "من لا يرد عليهم" کی وضاحت کریں کہ یہ کون لوگ ہیں؟

(ب) کتاب اللہ میں جوفروض مذکور ہیں وہ اوران کے مخارج تحریر کریں؟

(ج) عصبہ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۳:۔ (الف) رد کی تعریف کرتے ہوئے رد کے کوئی سے دوقوانین بیان کریں؟

(ب) شوہر، سگی بہنوں کے احوال لکھیں؟

سوال نمبر4:۔ درج ذیل میں سے چارمسائل حل کریں؟

(۱)	بنت	بنت الابن ام	
(۲)	ام	زوجه	جد
(۳)	ام	زوج	اب
(۴)	ام	اب	اخوان
(۵)	ام	اب	بنتان

  

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثانية: علم الفرائض

سوال نمبر ۱:-

قَالَ عُلَمَاؤُنَا تَتَعَلَّقُ بِتَرِكَةِ الْمَيِّتِ حُقُوْقٌ اَرْبَعَةٌ اَلْاَوَّلُ يُبْدَأُ بِتَكْفِيْنِهٖ وَ تَجْهِيْزِهٖ مِنْ غَيْرِ تَبْذِيْرٍ وَّلَا تَقْتِيْرٍ ثُمَّ تُقْضٰى دُيُوْنُهٗ مِنْ جَمِيْعِ مَا بَقِيَ مِنْ مَّالِهٖ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) قرآن، سنت وواجماع امت کے حوالے سے ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟

(ج) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ہمارے علماء نے فرمایا کہ میت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق متعلق ہوتے ہیں: پہلا حق یہ ہے کہ ابتداء کی جائے گی میت کی کفن و دفن کرنے کے ساتھ بغیر اسراف و کنجوسی کے۔ پھر اس کے قرض ادا کیے جائیں گے بچے ہوئے جمیع مال سے۔

(ب) ورثاء کی ترتیب:

☆ سب سے پہلے مال کی تقسیم اصحاب فرائض سے کی جائے گی۔

☆ پھر عصبات نسبیہ سے ☆ پھر عصبات سببیہ سے

☆ پھر عصبہ سببی کے عصبات

☆ اگر عصبات نہ ہوں، تو اصحاب فرائض نسبیہ پھر مال رد کیا جائے گا

☆ پھر ذوی الارحام سے ☆ پھر مولی الموالات سے

☆ پھر مقرلہ بالنسب علی الغیر سے ☆ پھر موصی لہ

☆ اگر مذکورہ لوگوں میں سے کوئی نہ ہو، اس کا مال بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا۔

(ج) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ: فرائض فریضۃ کی جمع ہے اور فرض سے مشتق ہے جس کا معنی ہے مقدر کرنا، معین کرنا، تو چونکہ اس علم میں بھی ورثاء کے حصے مقرر اور معین کیے جاتے ہیں اس لیے اسے علم الفرائض کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۲:- (الف) "مَنْ يُّرَدُّ عَلَيْهِمْ" اور "مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمْ" کی وضاحت

کریں کہ یہ کون لوگ ہیں؟

(ب) کتاب اللہ میں جو فروض مذکور ہیں وہ اور ان کے مخارج تحریر کریں؟

(ج) عصبہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) من یرد علیہ: اصحاب فرائض کے حصوں سے جو مال بچ جائے اور عصبات میں سے کوئی عصبہ موجود نہ ہو، تو وہ مال جن لوگوں پر لوٹایا جائے، جن اصحاب فرائض پر لوٹا جائے گا وہ من یرد علیہ کہلائیں گے۔

من لا یرد علیہ: سے مراد زوجین یعنی شوہر اور بیوی ہیں۔

(ب) مخارج: کل مخارج سات ہیں:

اثنان ثلاثۃ، اربعۃ، ثمانیۃ، ستۃ، اثنا عشر، اربعۃ و عشرون

فروض: نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس

(ج) عصبہ کی تعریف: اصحاب فرائض سے بچے ہوئے مال کو لینے والا اور اصحاب فرائض کی عدم موجودگی میں مال کو محفوظ کرنے والا عصبہ کہلاتا ہے۔

سوال نمبر۳: ۔(الف) ردّ کی تعریف کرتے ہوئے رد کے کوئی سے دو قوانین بیان کریں؟

(ب) شوہر، سگی بہنوں کے احوال لکھیں؟

جواب: (الف) ردّ کی تعریف: اصحاب فرائض کے حصوں سے جو مال بچ جائے اس مال کو دوبارہ اصحاب فرائض نسبیہ پر لوٹانا ردّ کہلاتا ہے۔

پہلا قانون: مسئلہ میں فقط ایک جنس ہو مَنْ یَرُدُّ عَلَیْہِ کی اور ان کے ساتھ مَنْ لَا یَرُدُّ عَلَیْہِ نہ ہو، تو مسئلہ ان کے رؤس سے بنائیں گے جیسے میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں۔

مسئلہ 3 اور مسئلہ 2

میــــــــــت

دو بیٹیاں

2/3

2

دوسرا قانون: مسئلہ میں مَنْ یُرَدُّ عَلَیْہِ کی دو یا زائد جنسیں جمع ہوں اور ساتھ مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ نہ ہو، تو مسئلہ و مخرج ان کی حصوں سے بنے گا جیسے

مسئلہ 6 بعدہ مخرج 2

میـــــــــــــــــــــــــت

دادی	اخیافی بہن
1/6	1/6
1	1

(ب) شوہر کے احوال: شوہر کی دو حالتیں ہیں:

۱۔ نصف: جب میت کی اولاد نہ ہو۔

۲۔ ربع: جب میت کی اولاد ہو۔

سگی بہنوں کے احوال:

۱۔ نصف: اگر ایک ہو۔

۲۔ ثلثان: اگر دو یا زائد ہوں۔

۳۔ عصبہ بغیرہ: جب ان کے ساتھ ان کا بھائی بھی ہو۔

۴۔ عصبہ مع غیرہ: جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں ہوں۔

۵۔ مسقوط: جب میت کا بیٹا' باپ یا دادا موجود ہو۔

سوال نمبر۴:۔ درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟

(۱) بنت	بنت الابن	ام
(۲) ام	زوجہ	جد
(۳) ام	زوج	اب
(۴) ام	اب	اخوان
(۵) ام	اب	بنتان

جواب: مسائل کا حل:

(۱) مسئلہ ۵ بعدہ مسئلہ ۵

میـــــــــــــــــــــــــت

بنت	بنت الابن	ام
1/2	1/6	1/6
3	1	1

(۲)

مسئلہ 12

میـــــــــــــــــــــــــــــــت

ام	زوجہ	جد
1/3	1/4	عصبہ
4	3	5

(۳)

مسئلہ 6

میـــــــــــــــــــــــــــــــت

ام	زوج	اب
1/3 ما بقی	1/2	عصبہ
1	3	2

(۴)

مسئلہ 6

میـــــــــــــــــــــــــــــــت

ام	اب	اخوان
1/6	عصبہ	x
1	5	x

(۵)

مسئلہ 6

میـــــــــــــــــــــــــــــــت

ام	اب	بنتان
1/6	عصبہx1/6	2/3
1	1	4

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ العالمیہ (ایم۔اے عربی و اسلامیات-سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة الثالثة: الفقه و اصوله | مجموع الارقام ۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوال حل کریں۔

قسم اول ...... فقه

سوال نمبرا:۔(الف) و ليس للشريك فى الطريق و الشرب و الجار شفعة مع الخليط فى الرقبة .

مذکورہ عبارت کی تشریح اس طرح کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے نیز خلیط فی الرقبہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) اذا علم الشفيع بالبيع اشهد فى مجلسه ذلك على المطالبة .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور طلب شفعہ کی تین صورتوں کے نام لکھیں اور ان کی ترتیب بتائیں؟

سوال نمبر۲:۔(الف) و يكره الاحتكار فى اقوات الادميين و البهائم اذا كان ذلك فى بلد يضر الاحتكار باهله و كذلك التلقى .

احتکار سے کیا مراد ہے؟ مذکورہ مسئلہ دلیل نقلی اور عقلی سے واضح کریں؟

(ب) ولا ينبغى للسلطان ان يسعر على الناس .

مذکورہ مسئلہ پر دلیل عقلی اور نقلی ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور میں اس کا حکم بیان کریں؟

سوال نمبر۳:۔ و يقبل فى المعاملات قول الفاسق و لا يقبل فى الديانات الاقول العدل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور معاملات اور دیانات کی ایک ایک مثال بیان کریں؟

(ب) فاسق اور عادل کی تعریف لکھیں؟

قسم دوم ...... اصول فقه

سوال نمبر 4:۔ فالتعريف الاسمى هو تبيين ان هذا الاسم لاى شيئى وضع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تعریف اسمی کی مثال ذکر کریں؟

(ب) طرد اور عکس کی تعریفات کریں اور مثالیں تحریر کریں؟

سوال نمبر 5:۔ فالحكم بهذا التفسير قسمان شرعى اى خطاب الله تعالىٰ بما يتوقف

...نی الشرع و غیر شرعی ای خطاب الله تعالیٰ بمالا یتوقف علی الشرع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور "مالا یتوقف علی الشرع" کی مثال بیان کریں اور اس ...ے شرع پر موقوف نہ ہونے کی وجہ لکھیں؟

الفقه معرفة النفس ما لها و ما عليها .

(ب) مذکورہ عبارت میں "مالها" اور "ما عليها" کی مراد میں تمام احتمالات بیان کریں؟

...سوال نمبر 6:۔ اصول الفقه الكتاب و السنة والاجماع و القياس و ان كان فرعا للثلثة .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بتائیے کہ "و ان كان الخ" عبارت کا تعلق کس کے ساتھ ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) سنت مبارکہ سے مستنبط قیاس کی مثال تفصیل سے سپرد قلم کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثالثة: الفقه و اصوله

قسم اول...... فقه

سوال نمبر ۱:۔ (الف) و ليس للشريك فى الطريق و الشرب و الجار شفعة مع الخليط فى الرقبة .

مذکورہ عبارت کی تشریح اس طرح کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے نیز خليط فى الرقبه سے کیا مراد ہے؟

(ب) اذا علم الشفيع بالبيع اشهد فى مجلسه ذٰلك على المطالبة .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور طلب شفعہ کی تین صورتوں کے نام لکھیں اور ان کی ترتیب بتائیں؟

جواب: (الف) عبارت کی تشریح: اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا کہ خلیط فی الرقبہ کی موجودگی میں راستہ اور شرب میں شریک اور جار کو شفعہ نہیں ملے گا یعنی شفعہ کا حق سب سے پہلے شریک فی الرقبہ کا ہے اگر وہ اپنا حق نہ لے تو پھر شریک فی حق المبیع کو شفعہ ملے گا اور اگر یہ بھی نہ لے تو پھر پڑوسی کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔

خلیط فی الرقبہ سے مراد: وہ شخص جو نفس مبیع میں شریک ہو۔

(ب) عبارت کا ترجمہ: جب شفیع کو بیع کا علم ہو تو اپنی اسی مجلس میں مطالبہ پر گواہ بنا لے۔

طلب شفعہ کی صورتوں کی نام اور ترتیب:

ا۔طلب مواثبۃ ۲۔طلب اشہاد ۳۔طلب خصومت

سوال نمبر۲:-(الف) و یکره الاحتکار فی اقوات الادمیین و البهائم اذا کان ذلك في بلد يضر الاحتكار باهله و كذلك التلقي.

احتکار سے کیا مراد ہے؟ مذکورہ مسئلہ دلیل نقلی اور عقلی سے واضح کریں؟

(ب) ولا ينبغي للسلطان ان يسعر على الناس.

مذکورہ مسئلہ پر دلیل عقلی اور نقلی ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور میں اس کا حکم بیان کریں؟

جواب:(الف) احتکار کا مطلب: احتکار کا مطلب ذخیرہ اندوزی ہے۔

مذکورہ مسئلہ پر دلائل: مسئلہ یہ ہے کہ انسانوں اور چوپایوں کے غلوں کو روکنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے، بشرطیکہ ایسے شہر میں روکا جائے کہ احتکار شہر والوں کو نقصان دے۔ یعنی اگر شہر چھوٹا ہو یا وہاں کی آبادی محدود ہے اور احتکار وہاں کے لوگوں کے لیے ضرر کا سبب بنے تو اس صورت میں انسانوں اور جانوں کے غلوں میں احتکار صحیح نہیں ہوگا۔ دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے جالب کو مرزوق بتایا ہے اور محتکر کو ملعون قرار دیا ہے۔ عقلی دلیل یہ ہے غلوں سے لوگوں کا حق متعلق اور وابستہ ہے۔ لہٰذا انہیں روکنے میں لوگوں کا نقصان ہوگا اس لیے منع ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ پر دلیل: سلطان کے لیے جائز نہیں کہ لوگوں پر اشیاء کا ریٹ مقرر کرے، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ بھاؤ مقرر نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بھاؤ مقرر کرنے والی ذات ہے وہی قابض ہے، وہی باسط ہے اور وہی رزق دینے والا ہے۔ دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ ثمن اور قیمت عقد کرنے والے کا حق ہے۔ لہٰذا تعین بھی اسی طرف سے ہونی چاہیے نہ کہ سلطان کی طرف سے۔

موجودہ دور میں اس کا حکم: اگر غلہ کے مالک عام قیمت سے زیادہ قیمت لوگوں پر مقرر کرتے ہیں اور اس سے لوگوں پر ظلم ہوتا ہے، تو پھر امام صاحب کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ سلطان (حکومت) ریٹ مقرر کردے تاکہ لوگوں کو ظلم سے بچایا جاسکے۔ اس حدیث میں سلطان کی طرف سے اگر ریٹ مقرر نہ ہوا تو تاجر لوگ لوگوں پر زیادتی کریں گے۔ لہٰذا اس صورت میں ریٹ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ کردینا چاہیے تاکہ لوگوں کے حقوق پامال نہ ہوں۔

سوال نمبر۳:-و يقبل في المعاملات قول الفاسق ولا يقبل في الديانات الاقول العدل.

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور معاملات اور دیانات کی ایک ایک مثال بیان کریں؟

(ب) فاسق اور عادل کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: اور مقبول ہوگا معاملات میں فاسق کا قول جبکہ دیانات میں فقط عادل کا قول مقبول ہوگا۔

معاملات کی مثال: جیسے خرید وفروخت کی خبر دینا۔

دیانات کی مثال: جیسے رؤیتِ ہلال، حدود وقصاص

(ب) فاسق کی تعریف: فاسق وہ شخص جو ایمان لانے کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں میں ملوث رہے۔

عادل کی تعریف: عادل وہ شخص جو گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے اور صغیرہ پر مصر نہ ہو۔
اور گھٹیا افعال مثلاً کھڑے ہوکر پیشاب کرنا، چلتے پھرتے کھانا اس سے سرزد نہ ہوں۔

قسم دوم ...... اصول فقه

سوال نمبر۴: -فالتعريف الاسمى هو تبيين ان هٰذا الاسم لاى شيئى و ضع ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تعریف اسمی کی مثال ذکر کریں۔

(ب) طرد اور عکس کی تعریفات کریں اور مثالیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: تعریف اسمی یہ ہے کہ یہ بیان اور واضح کرنا کہ یہ اسم کس چیز کے لیے موضوع ہے۔

تعریف اسمی کی مثال: جیسے کلمہ کی تعریف ''لفظ وضع بمعنی مفرد'' سے کرنا تعریف اسمی ہے۔

(ب) طرد کی تعریف: جس امر پر حد صادق آئے اس پر محدود بھی صادق آئے یعنی جیسے انسان کی تعریف حیوان نطق سے کرنا مطرد ہے۔ حیوان ماشی سے کرنا غیر مطرد ہے۔

عکس کی تعریف: بعض کے نزدیک اس سے مراد عکس طرد ہے جبکہ بعض کے نزدیک عکس اثبات ہے۔ یعنی موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنانا۔ تاہم عکس دونوں معنوں کا مفہوم یکساں ہے جیسے کل انسان ضاحك یا اس کا عکس یعنی كل ضاحك انسان ۔ ایسے ہی انسان کی تعریف حیوان کاتب بالفعل سے کرنا منعکس نہیں لیکن حیوان ناطق سے کرنا منعکس ہے۔

سوال نمبر۵: -

فالحكم بهٰذا التفسير قسمان شرعى اى خطاب الله تعالٰى بما يتوقف على ...

و غیر شرعی ای خطاب الله تعالیٰ بمالا یتوقف علی الشرع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور "مـالا یتوقف علی الشرع " کی مثال بیان کریں اور اس کے شرع پر موقوف نہ ہونے کی وجہ لکھیں؟

الفقه معرفة النفس ما لها و ما علیها .

(ب) مذکورہ عبارت میں "مالھا" اور "ما علیھا" کی مراد میں تمام احتمالات بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: پس اس تفسیر کے ساتھ حکم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شرعی یعنی اللہ تعالیٰ کا اس چیز کے ساتھ تو خطاب کرنا جو شرع پر موقوف ہو۔

۲۔ غیر شرعی یعنی اللہ تعالیٰ کا اس چیز کے ساتھ تو خطاب کرنا جو شرع پر موقوف نہ ہو۔

مـالا یتـوقف عـلی الشرع کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا واجب ہونا یا نبی علیہ السلام کی تصدیق کا واجب ہونا ایسے امور ہیں جو شرع پر موقوف نہیں اور شرع پر موقوف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شرع ان پر موقوف ہے۔ یعنی شرع کا ثبوت باری تعالیٰ کے وجود، اس کے علم وقدرت اور کلام پر ایمان لانے پر موقوف ہے۔ اسی طرح شرع کا ثبوت نبی علیہ السلام کی دلالۃ مـعـجـزات کے ساتھ تصدیق کرنے پر موقوف ہے۔ ان احکام میں کوئی شرع موقوف ہو تو دور لازم آئے گا۔

(ب) مالھا و ماعلیھا کی مراد میں احتمالات: مالھا و ما علیھا سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی احتمال ہیں:

نمبر۱: ممکن ہے کہ مالھا سے مراد وہ چیز ہو جو آخرت میں نفس کے لیے نفع مند ہو۔ ما علیھا سے مراد وہ چیز ہو جس کے ذریعے آخرت میں نفس کو ضرر ہو۔

نمبر۲: یہ بھی ممکن ہے کہ مالھا سے مراد وہ ہے جو نفس کے لیے جائز ہو اور ما علیھا سے مراد وہ ہے جو نفس پر حرام ہو۔

نمبر۳: ما لھا سے مراد ثواب ہو اور ما علیھا سے مراد عقاب

نمبر۴: مالھا سے مراد عدم عقاب ہو اور ما علیھا سے مراد عقاب

نمبر۵: مالھا سے مراد ثواب اور ما علیھا سے مراد عدم ثواب

نمبر۶: مالھا سے مراد جو نفس کے لیے جائز ہو اور ما علیھا سے مرد جو نفس پر واجب ہو۔

سوال نمبر۶:۔

اصول الفقه الکتاب و السنة والاجماع و القیاس و ان کان فرعا للثلثة .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بتایئے کہ ''و ان کان الخ'' عبارت کا تعلق کس کے ساتھ ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) سنت مبارکہ سے مستنبط قیاس کی مثال تفصیل سے سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: اصول فقہ کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہیں مگر قیاس کی تینوں کی فرع ہے۔

ان کان کا تعلق: اس عبارت کا تعلق قیاس سے ہے۔ اصول فقہ سے مراد وہ ہے، جن پر فقہ کی بنیاد ہو۔ جن پر فقہ کی بنیاد ہو وہ چار ہیں۔ یعنی کتاب، سنت، اجماع اور قیاس۔ پہلے تین مطلقاً اصل ہیں کیونکہ ان میں ہر ایک حکم کو ثابت کرتا ہے اور قیاس من وجہ اصل ہے اور من وجہ فرع ہے۔

حکم کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے اصل ہے اور پہلے تین اصول کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے فرع ہے۔ قیاس تینوں کی فرع کے لیے ہے کہ قیاس میں پائی جانے والی علت پہلے تینوں سے حاصل ہوتی ہے۔ تو پھر قیاس سے ثابت ہونے والا حکم ایسے ہی ہوا جیسے انہی تین سے ثابت ہوا۔ اس لیے قیاس ان کی فرع ہوا۔

اس لیے بھی فرع ہے کہ قیاس حکم کو ظاہر کرتا ہے ثابت نہیں۔ حکم کا ثبوت درحقیقت پہلے تین سے ہی ہوتا ہے۔

(ب) سنت سے مستنبط قیاس کی مثال: جیسے چونے کی ایک بوری کی بیع دو بوری کے بدلے حرام ہے۔ اسے قیاس کیا گیا گندم کی ایک بوری کی بیع کرنا دو باری کے عوض۔ اب گندم کی بیع گندم سے زیادتی کے ساتھ حرام ہے اور اس پر نص موجود ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''اَلْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا''

  

. الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الرابعة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	اصول الحدیث و اصول التحقیق	۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل ...... اصول الحدیث

السوال الاول:۔ و تتفاوت رتبه ای رتب الصحیح بسبب تفاوت هٰذا الاوصاف المقتضیه للصحیح فی القوة .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) هذه الاوصاف الخ عبارت میں کن اوصاف کی طرف اشارہ ہے؟

السوال الثانی:۔ قدم صحیح البخاری علی غیره من الکتب المصنفة فی الحدیث ثم صحیح مسلم لمشارکته للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابه بالقبول ایضا سوی ما علل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ب) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرائط پر روشنی ڈالیں؟

السوال الثالث:۔ مندرجہ ذیل میں سے پانچ کی تعریفات قلمبند کریں؟

حسن لذاته	المحفوظ المتابعة	المضطر
المعضل	المتروك المطلوب	

القسم الثانی ...... اصول التحقیق

السوال الرابع:۔ (الف) مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) اثر اندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام سپردِ قلم کریں؟

السوال الخامس:۔ (الف) نامناسب موضوعات کے حوالے سے تحقیق پیش کریں؟

(ب) عربی واسلامی تحقیق کے جدید ذرائع سے متعلق ایک مختصر جامع نوٹ لکھیں؟

السوال السادس:۔ محقق کی خصوصیات میں سے کوئی سی پانچ خصوصیات قلمبند کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الرابعة: اصول الحديث و اصول التحقيق

القسم الاوّل ...... اصول الحديث

السوال الاول:۔

وَ تَتَفَاوَتُ رُتَبُهُ اَىْ رُتَبُ الصَّحِيْحِ بِسَبَبِ تَفَاوُتِ هٰذِهِ الْاَوْصَافِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلصَّحِيْحِ فِي الْقُوَّةِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) هٰذه الاوصاف الخ عبارت میں کن اوصاف کی طرف اشارہ ہے؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور متفاوت ہو گئے صحیح کے مراتب ان اوصاف کے متفاوت ہونے کے سبب جو قوت کے اعتبار سے صحیح کا تقاضا کرتے ہیں۔

(ب) هٰذه الاوصاف سے مراد: عدالت، ضبط، متصل السند اور غیر معلل یعنی راوی عادل ہو، کامل الضبط ہو، اس کی سند متصل ہو اور اس کی روایت میں کسی قسم کا علت اور شذوذ نہ ہو۔

السوال الثاني:۔

قدم صحيح البخاری علی غيره من الكتب المصنفة فی الحديث ثم صحيح مسلم لمشاركته للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی كتابه بالقبول ايضا سوی ما علل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ب) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرائط پر روشنی ڈالیں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: مقدم کیا گیا صحیح بخاری کو دیگر تمام کتب احادیث پر، پھر صحیح مسلم کو ما سوائے صحیح مسلم کے معلل احادیث، کیونکہ مسلم کو بخاری کے ساتھ اس بات میں مشارکت حاصل ہے کہ یہ بھی بالاتفاق علمائے احادیث کی مقبول کتاب ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت: اس سے مراد صحیح مسلم کی وہ احادیث ہیں جن پر ائمہ کرام نے نقد و جرح کی ہے۔ ایسی احادیث جن پر علماء نے نقد و جرح کی ہو معلل کہلاتی ہیں۔

(ب) صحیح بخاری کی شرائط: امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث وارد کرنے کی یہ شرط مقرر کی ہے کہ ان کے شیخ سے لے کر صحابی تک تمام راوی ثقہ ہوں اور متصل ہوں یعنی تمام راوی مسلم، عادل، کامل الضبط و الاتقن اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہوں اور اگر راوی حدیث قلیل الملازمۃ مع الشیخ ہوں تو ان کی روایت بھی اخذ کر لیتے ہیں لیکن ایسے راویوں سے امام بخاری انتخاب کرتے ہین استیعاب نہیں کرتے۔ نیز ثقہ راویوں کے لیے بھی شرط ہے کہ وہ اپنی سے اوثق رواۃ کی من لفت نہ کریں۔ اور نہ ہی ان میں کوئی علت خفیہ قارحہ ہو۔ امام بخاری کے نزدیک ملاقات بھی شرط ہے لیکن اس شرط ملاقات پر امام مسلم نے اعتراض کیا۔

مسلم کی شرائط: امام مسلم نے یہ شرط مقرر کی ہے کہ حدیث کو نقل کرنے والے تمام راوی مسلم، عادل، ثقہ، متصل، غیر شاذ اور غیر معلل ہوں۔

السوال الثالث:- مندرجہ ذیل میں سے پانچ کی تعریفات قلمبند کریں؟

حسن لذاتہ   المحفوظ المتابعة   المضطرب

المعضل   المتروك المطلوب

جواب: اصطلاحات کی تعریف: حسن لذاته: وہ حدیث جس میں صحیح لذاتہ کی تمام شرائط یعنی عدالت، اتصال سند معلل شاذ نہ ہونا پائی جائیں سوائے اس کے اس کا راوی خفیف الضبط ہو۔

المحفوظ: وہ حدیث جسے ثقہ راوی کے مقابلہ میں زیادہ ثقہ روایت کرے۔

المتابعة: غریب عینی فرد نسبی کا کوئی موافق حل مل جائے تو اس موافق کو متابع اور موافقت کو متابعت کہتے ہیں۔

المضطرب: وہ حدیث جس کے سند یا متن میں زیادتی، نقصان یا تقدیم تاخیر کردی جائے۔

المعضل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

المتروك: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

القسم الثاني ..... اصول التحقيق

السوال الرابع:- (الف) مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) ثراندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

بعض اوقات تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جو ایک مہینے میں مکمل ہوتی ہیں اور بعض تحقیقات ایک یا دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوتی ہیں جبکہ بعض تحقیقات کو پورا کرنے کے لیے محقق کو سالہا سال درکار ہوتے ہیں۔ پس مدت کے اعتبار سے تحقیق کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ مختصر مدت پر مشتمل تحقیق

۲۔ طویل مدت پر مشتمل تحقیق

۳۔ انتہائی طویل مدت پر مشتمل تحقیق۔

(ب) اثر اندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام: بعض تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جن کی اثر اندازی محقق کی اپنی ذات تک محدود رہتی ہیں۔ ان کے بارے میں کسی دوسرے کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کچھ تحقیقات علمی پہلو سے خاص ہوتی ہیں لیکن انہیں ان کا وہ مقام نہیں ملتا جس کی حقدار ہوتی ہیں۔ تاریخ اسلام میں کچھ ایسی تحقیقات بھی ہوتی ہیں جنہوں نے انسانی زندگی کا رخ بدل دیا جیسے وہ تحقیقات جو گیس اور بھاپ کے انجن کا سبب بنی۔ اسی طرح کے جدید اسلحہ اور مشینری کا سبب بنیں۔ انہی تحقیقات کی بدولت بجلی، ریڈیو ٹیلی ویژن اور عینک وغیرہ نت نئے آلا جات اور ذرائع تیار ہوئے جن کے ثمرات اور نتائج سے ہر جگہ کروڑوں انسان فائدہ حاصل کر رہے۔ کچھ تحقیقات ایسی ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کی ہے اور کر رہی ہیں جبکہ کچھ تحقیقات سے انسان موت کے گھاٹ اتارا گیا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

السوال الخامس:۔ (الف) نامناسب موضوعات کے حوالے سے تحقیق پیش کریں؟

(ب) عربی واسلامی تحقیق کے جدید ذرائع سے متعلق ایک مختصر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) نامناسب موضوعات: محقق کو مندرجہ ذیل موضوعات انتخاب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۔ سوانح عمری: کسی شخص کی سیرت وسوانح کو موضوع تحقیق بنانے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اصلی اور تخلیقی تحقیق نہ ہوگی، بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ مصادر سے محض نقل کا ایک مجموعہ کہلائے گی۔ البتہ ایک شخص کی سیرت کا دوسرے شخص کی سیرت کے ساتھ موازنہ وتقابل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کسی شخصیت کے انسانی، سیاسی یا ادبی پہلو کو موضوع تحقیق بنایا جا سکتا ہے۔ یا کسی فرد کی شخصیت کے کسی ایک زاویے، معاشرے پر اس کے اثرات یا اس کے علمی کارناموں میں کسی ایک کارنامے یا اس کی تالیفات میں سے کسی ایک کو موضوع تحقیق بنایا جا سکتا ہے۔ سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ آپ کی تحقیق میں کوئی منفرد اور نئی چیز سامنے آنی چاہیے۔

۲۔ انتہائی نئے موضوعات: محقق کو ایسے موضوعات کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے جو بہت جدید ہوں یا جن کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہ ہوں یا جن کے بارے میں بہت کم لکھا گیا ہو۔ آپ ایسے موضوع کے بارے میں کیا مقالہ لکھ سکتے ہیں جس کے ماہرین بھی ابھی اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ "اكتسب فيما تعرف و ابتعد عما لا تعرف"، لکھو جس کے بارے میں جانتے ہو، دور رہو

جس کے بارے میں نہیں جانتے ہو"۔

۳۔ انتہائی فنی موضوعات: اگر آپ نے یونیورسٹی سے ادب، تعلیم یا معاشرتی علوم (Social Sciences) میں ایم اے کیا ہے، تو آپ "جسم کی قوت مدافعت"، "مریخ پر زندگی کے امکانات"، "الیکٹرونک کمپیوٹرز کے جدید ڈیزائننگ" جیسے دیگر سائنسی اور تکنیکی موضوعات کے بارے میں کیسے لکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں موضوعات ایسے ہیں جن کے بارے میں تحقیق کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اس کی استعداد سے بالاتر اور اس کے تخصص سے خارج ہوتے ہیں۔

۴۔ جذباتی موضوعات: کئی ایسے موضوعات ہیں جن کے بارے میں ہم انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ لکھ نہیں پاتے، کیونکہ ہماری ان سے جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ اگر کوئی محقق ان موضوعات پر لکھنے اور تحقیق کرنے پر مجبور ہو جائے تو پھر اسے اپنے جذباتی پہلو پر مکمل کنٹرول کرنا ہوگا، اور انتہائی ممکنہ حد تک انصاف اور عقلی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیق کرنا ہوگی، کیونکہ کسی بھی علمی تحقیق کے لیے غیر جانبداری اور انصاف پسندی بنیادی شرط ہے۔

۵۔ تلخیص: ایسے موضوع کے انتخاب سے اجتناب کیجیے جو دوسروں کی تحریروں کا خلاصہ معلوم ہو۔ ایک تحقیق کا کئی مصادر و مراجع سے اخذ شدہ مکمل و مدلل مطالعے پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ جبکہ خلاصہ نویسی میں کوئی تحقیق نہیں ہوتی بلکہ ایک محقق طالب علم کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ براہ راست تلخیص نویسی کو مقالہ کا موضوع بنائے، کیونکہ ٹرم پیپر میں بھی آپ کے مصادر و مراجع کی تعداد دس سے بیس کے درمیان ہونی چاہیے جبکہ خلاصہ نویسی کے مصادر و مراجع نہیں ہوتے۔

(ب) عربی و اسلامی تحقیق کے جدید ذرائع: اس نئی ہزاری میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی اپنی ترقی کی انتہاؤں کو چھونے لگی کمپیوٹر کی نیٹ ورکنگ کا نظام موجودہ دور میں بحث و تحقیق کرنے والوں کے لیے تیز ترین ذریعہ ہے۔ علماء اور اسکالرز جن سے ملاقات و استفادہ کے لیے ہزاروں میں سفر کرنا اور لاکھوں پیسے خرچ کرنا درکار ہوتے ہیں وہاں انٹرنیٹ کے ذریعے مختصر دورانیہ میں تعلیم و تعلم کا کام ہو سکتا ہے۔

اس وقت قرآن، علوم القرآنیہ، حدیث و علوم الحدیث اسی طرح دیگر فنون مثلاً فقہ و اصول فقہ، سیرت و تاریخ، بلاغت و منطق تصوف و وعظ اور تراجم وغیرہ پر سافٹ ویئر آ چکے ہیں، جن کے ذریعے تحقیق و بحث کا کام نہایت ہی آسان ہو گیا ہے۔ چند عربی و اسلامی سافٹ ویئرز اور سرچ انجینئر کا نام پیش خدمت ہے۔

☆ المصحف الرقمی ☆ تضفح ☆ موسوعة الحديث
☆ جامع الحديث ☆ المكتبة الالفية
☆ مكتبة السيرة النبوية ☆ مكتبة الاعلام و الرجال
☆ مكتبة الفقه و اصوله وغیرہ وغیرہ

السوال السادس:۔ محقق کی خصوصیات میں سے کوئی سی پانچ خصوصیات قلمبند کریں؟

جواب: تحقیق ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نتائج ونت نئی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے، جس کے لیے انسان کے اندر صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا کسی بھی محقق میں ایسے خصائص کا پایا جانا ضروری ہے جن کی بناء پر وہ تحقیق کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ ویسے تو بہت سی خصوصات ہیں جن کا ایک محقق میں ہونا ضروری ہے۔ لیکن مطلوبہ پانچ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس میں تحقیق کے لیے نئے موضوع کو منتخب کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

۲۔ انتخاب کردہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تحقیق تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۳۔ مختلف آراء وافکار پر تنقید اور اپنی رائے پر دلائل قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۴۔ بحث ومباحثہ ومناقشہ کے ذریعے کسی جدید رائے کو ثابت کرنے یا رد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۵۔ تحقیق کو ہر طرح کے سرقہ وچوری سے پاک رکھے۔



الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم-اے عربی واسلامیات-سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الخامسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الحديث الشريف ـ ١	١٠٠

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط ـ

السوال الاول:ـ عن انس رضی الله عنه قال امر بلال ان يشفع الاذان و يوتر الاقامة قال ابو جعفر فذهب قوم الی هذا فقالوا هكذا الاقامة تفرد مرة و خالفهم آخرون فی حرف و احد من ذلك فقالوا الا قوله قد قامت الصلوٰة فانه ينبغی له ان يثنی ذلك مرتين ـ

(الف) ترجم الحديث الی الاردية و اكتب كلمات الاقامة علی القولين المذكورين فی العبارة؟

(ب) اذكر مذهب الحنفية فی كلمات الاقامة مع الدلائل؟

السوال الثانی:ـ حدثنا ابو اروی قال كنت اصلی مع النبی صلی الله عليه وسلم العصر بالمدينة ثم اتی الشجرة ذا الحليفة قبل ان تغرب الشمس و هی علی راس فرسخين ـ

(الف) ترجم الحديث الی الاردية و اشرح معنی "فرسخين" بحيث تعرف المسافة بين المدينة و ذی الحليفة ـ

(ب) اكتب اختلاف الائمة فی تعجيل العصر و تاخيره مع دلائلهم ـ

السوال الثالث:ـ قال ابو جعفر فذهب قوم الی ها افكانو الا يكبرون فی الصلوٰة اذا خفضوا و يكبرون اذا رفعوا و كذلك كانت بنو امية تفعل ذلك و خالفهم فی ذلك آخرون فكبروا فی الخفض و الرفع جميعا ـ

(الف) ترجم النص المذكور الی الاردية و اشرحه شرحا كاملا ـ

(ب) بين دلائل الائمة فی المسئلة المذكورة ورجح مذهب الحنفية بنظر الطحاوی رحمه الله ـ

السوال الرابع:ـ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال

قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللّٰهم ربنا و لك الحمد فانه من و افق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه ۔

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل ينبغى ان يقول الامام التحميد بعد التسميع ام لا؟ بين الاختلاف مع الحنفية مع دلائلهم ۔



درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الخامسة: الحديث الشريف ۔ ا

السوال الاول:-

عن انس رضى الله عنه قال امر بلال ان يشفع الاذان و يوتر الاقامة قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا فقالوا هكذا الاقامة تفرد مرة و خالفهم آخرون فى حرف و احد من ذلك فقالوا الا قوله قد قامت الصلوٰة فانه ينبغى له ان يثنى ذلك مرتين ۔

(الف) ترجم الحديث الى الاردية و اكتب كلمات الاقامة على القولين المذكورين فى العبارة؟

(ب) اذكر مذهب الحنفية فى كلمات الاقامة مع الدلائل؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کو جفت اور اقامت کو طاق کہا کریں۔ ابوجعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک قوم اس طرف ہو گئی کہ اقامت ایک ایک مرتبہ کہی جائے گی۔ علماء کی دوسری قوم نے ان سے اختلاف کیا' انہوں نے کہا: بقیہ اقامت تو تم جیسی ہے مگر "قد قامت الصلوٰۃ" کو جفت/ دو مرتبہ کہا جائے گا۔

فریق اوّل کے مطابق اقامت کے کلمات: یہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔

فریق ثانی کے مطابق کلمات اقامت: یہ امام شافعی کے نزدیک ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ

إِلَّا اللّٰهُ .

(ب) کلمات اقامت میں مؤقف احناف: علماء احناف کے نزدیک اذان کے کلمات پندرہ ا
اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔

دلائل:

۱۔ عن عمران بن مسلم عن سوید بن رضی اللہ عنہ غفلة قال سمعت بلالاً یؤذن
مثنی و یقیم مثنی۔

۲۔ عثمان بن السائب عن ابیہ، وام عبد الملك بن ابی محذورة انهما سمعا (ابا
محذورة یقول علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقامة مثنی مثنی
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ .

السوال الثانی:۔

حدثنا ابو اروی قال كنت اصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر بالمدینة ثم اتی الشجرة ذا الحلیفة قبل ان تغرب الشمس و هی علی راس فرسخین .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة و اشرح معنی "فرسخین" بحیث تعرف المسافة بین المدینة و ذی الحلیفة؟

(ب) اكتب اختلاف الائمة فی تعجیل العصر و تاخیرہ مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) ترجمة الحدیث: ہمیں ابوارؤی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر مدینہ میں ادا کرتا، پھر میں ذوالحلیفہ کے درختوں والے مقام پر سورج غروب ہونے سے قبل آجاتا۔ یہ مقام مدینہ سے دوفرسخ کی دوری پر ہے۔

''فرسخین'' کی شرح: فرسخین کا مطلب دو فرسخ۔ اس کا واحد فرسخ ہے۔ ایک فرسخ تین میل کی مسافت کو کہتے ہیں۔ لہٰذا فرسخین (2x3=6) چھ میل کی مسافت ہے۔

مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیان مسافت: مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے
(عمدۃ القاری ج ۲ دار الکتب العلمیہ)

(ب) نماز عصر میں تعجیل یا تاخیر کے بارے میں اختلاف آئمہ: ا۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور
...م کے نزدیک اصفرار شمس سے پہلے پہلے (سورج کے زرد ہونے سے) نماز عصر میں تاخیر کرنا افضل

دلائل:

عروة بن الزبير يقول اخبرنى بشير بن ابى مسعود عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى صلاة العصر والشمس بيضاء مرتفعة، يسير الرجل حين ينصرف فيها الى ذى الحليفة ستة اميال قبل غروب الشمس۔

عن انس قال كان رسول الله يصلى صلاة العصر و الشمس بيضاء محلقة۔

امام شافعی، امام مالک، امام احمد اور دیگر علماء کے نزدیک نماز عصر میں تعجیل کرنا افضل ہے۔

دلائل:

عن انس بن مالك قال كنا نصلى العصر، ثم يخرج الانسان الى بنى عمرو بن عوف فيجدهم يصلون العصر۔

عن انس بن مالك ان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى العصر و الشمس مرتفعة حية فيذهب الذاهب الى العوالى فياتى العوالى و الشمس مرتفعة۔

سوال الثالث:۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا افكانو الا يكبرون فى الصلوٰة اذا خفضوا ويكبرون اذا رفعوا و كذلك كانت بنو امية تفعل ذلك و خالفهم فى ذلك آخرون فكبروا فى الخفض و الرفع جميعا ۔

(الف) ترجم النص المذكور الى الاردية و اشرحه شرحا كاملا؟

(ب) بين دلائل الائمة فى المسئلة المذكورة ورجح مذهب الحنفية بنظر الطحاوى رحمه الله؟

جوابات: (الف) ترجمۃ النص: امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اس رائے کو اختیار
...یا کہ وہ جھکتے وقت تکبیر نہیں کہتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے ہیں۔ یہی طرز عمل بنوامیہ کے لوگوں کا تھا۔
...رے علماء نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ جھکتے اور اٹھتے دونوں وقت تکبیر کہی جائے گی۔

تشریح وتوضیح: اس نص میں دو طرح کے مذہب بیان ہوئے ہیں۔ جن میں صرف کچھ لوگ اس بات
...قائل ہیں کہ صرف اٹھتے وقت تکبیر کہی جائے گی اس کے علاوہ نہیں یعنی جھکتے ہوئے تکبیر نہیں کہی جائے

گی۔ جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ جھکتے اور اٹھتے دونوں وقت تکبیر کہی جائے گی یعنی ایک رکن سے دوسر
رکن کی منتقلی کے وقت ہر دفعہ تکبیر کہی جائے گی' کیونکہ یہ مسنون طریقہ ہے اور یہ عمل تواتر کے ساتھ منق
ہے صرف اٹھتے وقت تکبیر کہنے والی روایت مجمل ہے اور جب اس کے مقابل میں عمل تواتر کے ساتھ ثا
ہو تو پھر مجمل روایت معتبر نہیں رہتی۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں دلائل آئمہ: ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے ہوئے تکبیر
جائے گی۔ آئمہ ثلاثہ' امام ابوحنیفہ' صاحبین' جمہور فقہاء اور محدثین کا بھی یہی مؤقف ہے۔

دلائل:

☆ عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ مجھے سالم البراد نے بیان کیا ہے کہ وہ میرے ہاں اپنی ذات سے
بڑھ کر قابل اعتماد ہیں کہ ابومسعود رضی اللہ عنہ (بدری) فرمانے لگے کہ میں تمہیں رسول اللہ ص
اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں' پھر انہوں نے ہمیں چار رکعت نماز پڑھائی جن میں وہ
جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ پھر فرمانے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ا
طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

☆ عکرمہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ وہ ہر بار جھکتے اور ا
وقت تکبیر کہتے تھے' پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں آیا اور ان کو اس
اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (کنیت رسول اللہ) کی سنت ہے۔

امام طحاوی کا نظریہ: عقل وفکر اس بات کی شاہد ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ذریعے ہم نماز میں داخل ہو
ہیں' پھر رکوع وسجود سے فارغ بھی تکبیر کے ذریعے ہوتے ہیں' اسی طرح قیام وقعود سے بھی انتقال تکبیر
ہی ہوتا ہے یعنی تمام حالات جن میں ہم ایک ہیئت سے دوسری کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو وہ تمام تکبیر
سے ہے۔ مخالف فریق کے ہاں بھی نیچے سے اوپر کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر ہے' تو پھر نظر وفکر
تقاضا یہ ہے کہ احوال کی تبدیلی میں یعنی قیام سے رکوع رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے ہوئے بھی تکبیر ہو
چاہیے ورنہ تفریق کی کیا وجہ ہے؟ پس ثابت ہوا کہ نیچے سے قیام کی طرف اٹھتے وقت جب تکبیر ہے' تو او
سے نیچے کی طرف رکوع کے لیے جھکتے وقت بھی تکبیر ہے۔ آئمہ ثلاثہ' امام ابوحنیفہ' صاحبین' جمہور فقہاء ا
محدثین رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

السوال الرابع:-

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ
الْاِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلَهٗ

قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل ينبغى ان يقول الامام التحميد بعد التسميع ام لا؟ بين الاختلاف بين الحنفية مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام کہے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ . پس جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(ب) تسمیع کے بعد امام کے تحمید کہنے میں آئمہ احناف کا اختلاف:

صاحبین کا موقف: صاحبین کے نزدیک امام تسمیع کے بعد تحمید بھی کہے گا یعنی امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ وَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پورا کہے گا جبکہ مقتدی صرف اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔

دلیل: عبداللہ بن ابی رافع نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

☆ عطاء نے ابن عباس سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابوحنیفہ کا موقف: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے گا۔ مقتدی کہے گا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

دلیل:

☆ سوال میں مذکورہ حدیث۔

☆ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقَالَ: اِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ فَكَبِّرُوْا، وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا، وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیه (ایم-اے عربی و اسلامیات-سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات | الورقة السادسة: الحديث الشريف ۔۲ | مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن سؤالين من كل قسم

القسم الاول ...... الموطا للامام مالك رحمه الله

السوال الاول:۔ عن زيد بن اسلم عن رجل من بنى ضمرة عن ابيه انه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال لا احب العقوق و كانه كره الاسم وقال من ولدله فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل .

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل العقيقة عند الفقهاء و اجبة ام لا؟ ما هى شروط العقيقة؟ هل يكسر عظامها ام لا؟

السوال الثانی:۔ مالك عن عبد الله بن دينار عن سليمن بن يسار عن عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة .

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) اكتب حكم رضاعة الكبير عند ازواج النبى صلى الله عليه وسلم بالدلائل؟

(ج) يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة "هذه القاعدة مطلقة و مقيدة ببعض الصور؟ اكتب مفصلا؟

السوال الثالث:۔ عن ابى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى بالشفعة فيما لم يقسم بين الشركاء فاذا وقعت الحدود بينهم فلا شفعة فيه.

(الف) ترجم النص الى الاردوية و ايضا بين معنى الشفعة لغة و اصطلاحا؟

(ب) اكتب اقسام الشفعاء فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟

القسم الثانی ...... الموطا للامام محمد رحمہ اللہ

السوال الرابع:۔ عن ابن عمر انہ قال ما صلی علی عمر الا فی المسجد .

(الف) شکل النص و ترجمہ الی الاردیة؟

(ب) ھل یجوز الصلوٰة علی المیت فی المسجد سواء کان المیت فی المسجد او خارج المسجد؟ بین ھذہ المسئلة فی ضوء اختلاف الفقھاء الکرام مع دلائلھم؟

السوال الخامس :۔ عن سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب لا یصلح لا مراة ان تنکح الاباذن و لیھا اوذی الرای من اھلھا او السطان .

(الف) شکل النص ثم ترجمہ الی الاردیة؟

(ب) فصل اختلاف الائمة الحنفة رحمھم اللہ تعالیٰ فی النکاح بغیر اذن ولی مع الدلائل؟

السوال السادس:۔(الف) رجح الموطا للامام محمد علی الموطا للامام مالک بروية يحی . اکتب ثلاثة ترجیحات؟

(ب) اذکر مآثر الامام محمد رحمہ اللہ کما فی مقدمة اللکنوی لا تنقص عن عشرین سطرا؟



درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة السادسة:الحدیث الشریف ۔۲

القسم الاول ...... الموطا للامام مالک رحمہ اللہ

السوال الاوّل:—

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ ضَمْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَكَاَنَّهٗ كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ فَاَحَبَّ اَنْ یَّنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْیَفْعَلْ .

(الف)شکل النص ثم ترجمہ الی الاردیة؟

(ب)ھل العقیقة عند الفقھاء و اجبة ام لا؟ ما ھی شروط العقیقة؟' ھل یکسر

عظامها ام لا؟

جوابات: (الف) شکل النص: سوالیہ حصہ میں تشکیل کردی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: مالک، زید بن اسلم سے، بنی ضمرہ کے ایک آدمی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا: جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

(ب) عقیقہ کی شرعی حیثیت: عقیقہ کی شرعیہ حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عقیقہ سنت مؤکدہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق واجب ہے۔

دلیل: جمہور کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔

۲۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عقیقہ مستحب ہے، جو سنت سے ثابت ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں عقوق کو پسند نہیں کرتا، جس آدمی کے ہاں بچہ کی ولادت ہو تو اس لیے مناسب ہے کہ وہ اس طرف سے کوئی جانور ذبح کرے۔

شروط العقیقۃ: عقیقہ کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ کانا، کمزور، مقطوع الاعضاء اور علیل و بیمار جانور کا ذبح کرنا درست نہیں یعنی عقیقہ کا جانور قربانی کے جانور جیسا ہو۔

۲۔ اس کا گوشت اور اس کی کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ عقیقہ کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے اور اہل خانہ کو صدقہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ ساتویں دن عقیقہ ہو جائے۔ اگر نہ ہو سکے تو عمر بھر میں جب بھی کرنا ہو کیا جا سکتا ہے۔

عقیقہ کے جانور کی ہڈی توڑنا: عقیقہ کے جانور کی ہڈی کو توڑا جائے۔ اسے توڑنا زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ ان سے احتراز و اجتناب ضروری ہے۔

السوال الثانی:۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) اكتب حكم رضاعة الكبير عند ازواج النبي صلى الله عليه وسلم بالدلائل؟

(ج) يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة "هذه القاعدة مطلقة و مقيدة ببعض الصور؟ اكتب مفصلا؟

جوابات: (الف) شکل النص: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولادت سے ہوتی ہے۔

(ب) بڑے کے دودھ پینے کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف: شیر خوارگی کے زمانہ کے بعد جو لڑکا یا آدمی دودھ پیتا ہے' تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس کے بارے میں بھی یہی مؤقف ہے کہ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے' اور رضاعت کے احکام حلت وحرمت مرتبہ و ثابت ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے روایت مذکور ہے۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' وہ بنو عامر بن لای کی خواتین میں سے ایک تھیں' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا لڑکا سمجھتے تھے' وہ ہمارے ہاں بے پردہ آجاتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ میرے سر پر پردہ بھی نہیں ہوتا' ہم ایک گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں' اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں پانچ بار دودھ پلا دو' جس سے وہ محرم بن جائے گا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا' حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا رضاعی لڑکا تصور کرتی تھیں۔

اس روایت سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ آپ جن لوگوں کے بارے میں بہتر سمجھیں کہ وہ ان کے ہاں آسکیں تو آپ اپنی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا یا اپنی بھتیجیوں کو فرماتیں کہ وہ انہیں دودھ پلا دیں۔ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس رضاعت کے سبب کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں' کیونکہ یہ خاص اجازت صرف حضرت سہلہ بنت سہیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی تھی۔

(ج) مطلقاً دودھ پینے سے رضاعت کا ثبوت: مطلقاً دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ ایک چسکی ہی پی جائے۔ اس پر دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیات ہیں:

☆ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ

☆ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

آیت کی اس جز میں بھی رضاعت کے ساتھ کوئی نہیں ہے اور مطلقاً ایک عورت کا دودھ پینے والیوں کو رضاعی بہنیں قرار فرمایا ہے' خواہ ایک قطرہ دودھ پیا ہو۔

لہٰذا رضاعت سے دودھ پینے والے پر اس کی رضائی ماں باپ اور ان کے تمام اصول و فروع حرام ہو جاتے ہیں خواہ وہ نسباً ہوں یا رضاعاً۔ رضاعت کی وجہ سے سسرالی رشتوں کی حرمت بھی ہو جاتی ہے اور یہ مطلقاً ہے۔

پہلی آیت کے مطابق مطلقاً دودھ پلانے والی عورت رضائی ماں بن جاتی ہے۔ لیکن رضاعت سے ثابت ہونیوالی حرمت عمر رضاعت کے ساتھ مقید ہوتی ہے۔

السوال الثالث:۔

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی بالشفعة فیما لم یقسم بین الشرکاء فاذا وقعت الحدود بینهم فلا شفعة فیه .

(الف) ترجم النص الی الاردویة و ایضا بین معنی الشفعة لغة و اصطلاحا؟

(ب) اکتب اقسام الشفعاء فی ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفعہ اس چیز میں ہے جو تقسیم نہ ہوتی ہو شرکاء میں جب آپس میں حد بندی ہو جائے تو اب اس میں شفعہ نہیں۔

شفعہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی: لفظ ''شفعہ'' شفع سے مشتق یہ باب فتح یفتح کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے: شفع الشئی بالشئی یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا اور لفظ ''شفعہ'' کا لغوی معنی بھی ملانا ہے۔

لفظ ''شفعہ'' کا اصطلاحی معنی یا اس کی شرعی تعریف ہے۔ شرکت یا پڑوسی کی بنیاد پر مشتری کی ادا کردہ قیمت کے بقدر قیمت دے کر کسی منفعت کو اپنی ملکیت میں لیان۔

(ب) اقسام شفعہ میں فقہاء کا اختلاف: امام شافعی، امام احمد اور امام مالک کا موقف: ان تمام آئمہ فقہاء ہاں حق شفعہ صرف شریك فی نفس المبیع کو ہوتا ہے، ہمسایہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا۔

دلیل: آپ کی دلیل مذکورہ و بالا حدیث ہے۔

احناف کا مؤقف: آئمہ احناف کے نزدیک شفیع کے تین درجے ہیں:

۱۔ **شریك فی نفس المبیع**

۲۔ **شریك فی مرافق المبیع**

۳۔ **حقل الجار**

دلیل:

☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے قریب ہونے کی وجہ سے (شفعہ) کا زیادہ حقدار ہے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمسایہ اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے شفعہ کی وجہ سے اس کا انتظار کیا جائے گا جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو (اس صورت میں ہمسایہ شفعہ کا حقدار ہے)۔

القسم الثانی ...... الموطا للامام محمد رحمہ اللہ

السوال الرابع:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ مَا صَلِّيَ عَلٰى عُمَرَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ .

(الف) شکل النص و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل يجوز الصلوٰة على الميت فى المسجد سواء كان الميت فى المسجد او خارج المسجد؟ بين هذه المسئلة فى ضوء اختلاف الفقهاء الكرام مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں ہی ادا کی گئی تھی۔

(ب) نماز جنازہ کا مسجد میں ادا کرنا: امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اسے جائز سمجھتے ہیں۔ البتہ آئمہ احناف اور امام مالک کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے۔

دلائل: امام شافعی و امام احمد رحمہما اس حدیث مبارکہ استدلال کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

پھر سوال میں مذکورہ روایت بھی انہی کے مؤقف کی تائید کرتی ہے۔

احناف کی دلیل ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے کچھ نہیں ملتا (اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے)۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ مدینہ منورہ میں جنازہ گاہ مسجد سے باہر تھی اس بات اس طرف ہے کہ اگر مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا درست ہوتا تو مسجد سے باہر نماز جنازہ کے لیے الگ جگہ بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن بوجہ عذر نماز جنازہ مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔

اگر میت مسجد سے باہر تو پھر نماز جنازہ کا حکم: اگر جنازہ مسجد کے باہر صحن میں وغیرہ میں رکھا ہو تو اس سلسلے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر جنازہ اور امام نیز زیادہ تر مصلی مسجد سے باہر ہوں تو بالاتفاق نماز جنازہ پڑھنا درست ہے اور کراہت سے خالی ہے۔ لیکن اگر صرف جنازہ مسجد سے باہر اور تمام مصلین مسجد کے اندر ہوں تو اس صورت میں اختلاف آئمہ ہے۔ بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔

السوال الخامسة:۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يَصْلَحُ لِامْرَأَةٍ اَنْ تُنْكَحَ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا اَوْ ذِی الرَّأْيِ مِنْ اَهْلِهَا اَوِ السُّلْطَانِ ۔

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) فصل اختلاف الائمة الحنفة رحمهم الله تعالىٰ في النكاح بغير اذن ولى مع الدلائل؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت سعید بن میتب بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ عورت کے ولی اس کے خاندان کے کسی صاحب رائے شخص یا حاکم وقت کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہو جانے پر دلائل:

ا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ وہ خاتون جو آزاد عاقلہ اور بالغہ ہو وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح جائز و درست ہے۔ اس حوالے سے آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

i- ارشاد ربانی ہے: حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی "یہاں تک عورت خود غیر سے نکاح کرے"۔ اس آیت میں فعل کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے یعنی عورت از خود اور ولی کی اجازت سے نکاح کرلے تو وہ درست ہوگا۔

ii- ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ (البقرۃ:۲۳۲) یعنی "جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنے وقت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو"۔

iii- عن ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: الايم احق

بنفسها من وليها ۔ یعنی بے شوہر کی عورت اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے اپنے والی سے۔

۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمٰن کا نکاح ان کے والد کی غیر موجودگی میں منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ کوئی آزاد عاقلہ اور بالغہ خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔

۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ کوئی بھی عورت اپنی شادی خود نہیں کر سکتی۔ صرف ولی کی اجازت سے ہی وہ ایسا کر سکتی ہے۔ آپ کی دلیل سوال میں مذکورہ حدیث مبارکہ ہے۔

السوال السادس:—

(الف) رجح الموطا للامام محمد على الموطا للامام مالك برواية يحى . اكتب ثلاثة ترجيحات؟

(ب) اذكر مآثر الامام محمد رحمه الله كما فى مقدمة اللكنوى لا تنقص عن عشرين سطرا؟

جوابات: (الف) مؤطا امام محمد کو موطا امام مالک پر فوقیت کی تین وجوہات:

۔ امام محمد، امام یحیٰ بن مصمودی سے علم حدیث اور فقہ وغیرہ میں فائق تھے۔

۔ امام یحیٰ بن مصمودی سے مؤطا کی روایت میں اغلاط واقع ہوئی ہیں جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسا نہیں ہوا۔

۳۔ امام یحیٰ بن یحیٰ مصمودی مکمل طور پر مؤطا کی سماعت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہ کر سکے کیونکہ جس سال وہ حاضر خدمت ہوئے اسی سال حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا تھا جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تین سال سے زائد عرصہ حضرت امام مالک کی خدمت میں ٹھہرے رہے اور براہ راست تمام روایات کا سماع کیا۔

(ب) مآثر الامام محمد:

الامام محمد بن حسن الشيبانى و هو من ائمة الكبائر وله مناقب جميله و مآثر جليلة لا تحصوها . و عقل الانسان و لسانه عاجز عن ادراكها و عن تبيانها . الامام محمد كنيته ابو عبد الله و اسمه محمد و اسم والده

الحسن . نسبة ولاء الى شيبان قبيلة معروفة' صاحب ابى حنيفه' اصله من دمشق' من اهل قرية يقال لها حرسنا" قدم ابوه العراق فولدله محمد و نشاء بالكوفة و تلمذلابى حنيفة و سمع الحديث عن مسحر بن كدام و سفيان الثورى و عمرو بن دينار و ابو حفص الكبير و خلف بن ايوب و غير ذالك . وقال الشافعى ما رايت سمينا اخف روحا من محمد بن الحسن و مارايت افصح منه كنت اظن اذا رايته يقرا القرآن كان القرآن نزل بلغته و قال ايضا ما رايت اعقل من محمد بن الحسن . وقال ابو عبد الله الذهبى فى ميزان الاعتدال "محمد بن الحسن ابو عبد الله احد الفقهاء ليسنة انسائى وغيره من قبل حفظه . يروى من مالك من الن وغيره و كان من بحور العلم و الفقه قويافى مالك . و قال الحافظ ابن حجر فى لسان الميزان هو محمد بن الحسن مولا هم ولد بواسط و نشاء بالكوفة و تفقه على ابى حنيفه . و قال ابن عبد الحكيم سمعت الشافعى يقول قال محمد اقمت على باب مالك ثلاث سنين و سمعت منه اكثر من سبع مائة حديث قال محمد بن سعد كاتب الواقدى كان اصل محمد من الجزيرة و كان ابوه من جند اشام فقدم و اسطافولد محمد سنة ثنتين و ثلاثين و مائة' وبعد تحصل العلم قدم البغداد منزل و اختلف اليه الناس و سمعوا منه الحديث و خرج الى الرقة و هارون الرشيد فيها فولاه قضاء ها ثم عزله فقدم بغداد فلما خرج هارون الى الرائى امره فخرج معه فمات فيها سنة تسع و ثمانين .

☆ ☆ ☆